جملہ حقوق محفوظ ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر

صدائے بازگشت

مظالم یونان - خطائے نصاریان - اعدا کی ناکامی - فتوحات

اسلامی - برٹش پولیسی کا مآل - نیرنگی عالم مثال

مصنفہ

میرزا فہیم بیگ چغتائی - فہیم گوالیاری

پبلشر - میرزا محمد علی بیگ برلاس

نمبر ۱۲۵ وزیر بلڈنگ نل بازار بمبئی ۹

سنہ ۱۳۴۱ھ

در مطبع نولکشور پریس آگرہ طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل یورپ نے طوفان اُٹھایا — خون ناحق کا دریا بہایا

آہ اسطرح کا حشر ڈھایا — جس سے کون و مکاں تھرتھرایا

ظلم کرنے لگی قوم یوناں — ہائے لوٹے گئے اہل ایماں

کافروں نے کیا خانہ ویراں — بے سبب بیکسوں کو ستایا

ظالموں کی ہوئی جب چڑھائی — خاک میں مل گئی اک خدائی

کوئی سنتا نہیں تھا دُہائی — ننھے بچوں کو زندہ جلایا

بیکسوں کے گھروندے بگاڑے — ہائے ہائے بھرے گھر اجاڑے

آبرو لیگئی دن دہاڑے — شان آبا پہ دھبہ لگایا

کفر ظلمت کی امڈیں گھٹائیں	چھٹیں بال بچوں سے مائیں
اللہ اللہ رے اُن کی جفائیں	حق پرستوں کو سولی چڑھایا
ستم سے نہ باز آئے اظلم	جہاں بن گیا بزم ماتم
لگا آخرش جب محرم	نیا دور عالم میں آیا
یکم ماہ کو جمعہ بھی تھا	کمالی ہوے سارے یکجا
ادا کر چکے جب فریضا	دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا
گڑگڑانے لگے سر رگڑ کر	خوب مانگیں دعائیں جھگڑ کر
چیختے تھے کلیجہ پکڑ کر	سن لے فریاد بارے الٰہا
نام مولی کا لیکر پکاری	اُمتی ہیں پریشان تمہاری
اب تو بیڑا لگا دو کنارے	ہو غلاموں پہ الطاف شاہا
ہر طرف غلبہ اشقیا ہے	سامنے منظر کربلا ہے
آج ہم پر قیامت بپا ہے	شش جہت میں اندھیرا چھایا

ARCHIVES LIBRARY 1771

مجاہد ہوئے جب کہ نالاں
پریشاں ہوا سخت رضواں

تڑپنے لگے حور و غلماں
ہل گیا عرش اعظم کا پایا

اثر کر گیا صبر بے حد
وجد میں آئی روح مجرؔ

لگا گونجنے سبز گنبد
جوش دریائے رحمت میں آیا

رنگ آخر دکھایا دعا نے
کی توجہ رسولِ خدا نے

سنلی فریاد رب العلا نے
پڑ گیا ابر رحمت کا سایا

کہکے تکبیر اٹھے جو غازی
لگے ہارنے شمر بازی

چلی پھر نہ فتنہ طرازی
زلزلہ ملک یوناں میں آیا

انکو گھیرا جو آکر اجل نے
لعیں پھر نہ پائے سنبھلنے

لگی توپیں گولے اگلنے
کردیا دشمنوں کا صفایا

سمرنا میں پہونچے کمالی
عدو سے ہوا شہر خالی

غازیوں نے پھریرا اڑا لی
ہر ایک مورچے پر چڑھ آیا

رچی فتح نصرت کی شادی — ہوئی امن کی بھی منادی
مگر بھاگ نکلے فسادی — جا بجا شہریوں کو جلایا
کٹی قوم کفار کی جڑ — ہوئی خوب آپس میں گڑبڑ
پڑی فوج یوناں میں بھگدڑ — عجب رعب اسلام چھایا
گرے پھر نہ پیچھے گرائے — عدو کے قدم ڈگمگائے
بنی کچھ نہ اس کے بنائے — ستارہ نحوست میں آیا
لرزنے لگے اہل لندن — پریشان تھا جنرل ہرنگٹن
گیا بھاگ پیرس کو کرزن — دام ڈپلومیسی کا بچھایا
ادھر جارج کی بن گئی گت — برسنے لگی اس پہ رحمت
ہوئی شاہ یوناں کی ذلت — اور عصمت کو سب نے سراہا
تیغ جب غازیوں نے اٹھائی — لگے کھینچنے سب دہائی
کہ بس بند کر دو لڑائی — بہت ناک میں دم ہے آیا

کرم ہم پہ سب پر خدا ہو
لڑائی کا اب خاتمہ ہو
نہ آئندہ تم سے لڑیں گے
مقامات وہ تمکو دیں گے
بندر ترکوں کے جھے کرا کر
نئے قصہ قضیہ اٹھا کر
گیا اس غرض سے یہ ڈنڈا
تو ہم گاڑ دیں اپنا جھنڈا
لگی ہونے آپس میں ان بن
گیا چوکڑی بھول کرزن
اہل لندن کو جا کر بتا دو
لارڈ کرزن کو فقرہ سنا دو

کسیطرح لطف و عطا ہو
بڑا ہم نے نقصان اٹھایا
ہر ایک عہد پورا کریں گے
جنہیں مکر سے ہم نے پایا
اور پھر سوے لاسین جا کر
تصفیہ مدتوں تک بڑھایا
کہ ہو جوش ترکوں کا ٹھنڈا
مگر مقصد دل نہ پایا
دوبارا چھیڑی جنگ جرمن
کہ کیا ہوگا آگے خدایا
یہ نوشتہ ہمارا دکھا دو
برا وقت ہے تم پہ آیا

جفائیں ہیں جاری شہانہ — بھرا تم نے ہر جیلخانہ
تمہیں رو رہا ہے زمانہ — رعایا کا دل ہے دکھایا
یہ آہیں نہ جائیں گی خالی — ستائے گئے ہیں اکالی
غریبوں کی ہے بد حالی — نہ خوفِ خدا تم کو آیا
اُجاڑا ہے ملبار سارا — کیا جابجا خوں ہمارا
کرو غور دل میں خدارا — نہتّوں پہ گولا چلایا
ہوئیں ہم پہ جیسی جفائیں — اٹھائیں جو ہم نے بلائیں
نہ ہوگا کہ یہ بھول جائیں — چندہ سے لیکے ہم کو اڑایا
فلک رنگ ہے لانیوالا — تم اب لے رہے ہو سنبھالا
لگا ماند پڑنے اُجالا — لبِ بام سورج ہے آیا
عرب والے مصری ہیں دشمن — پڑی آئرش میں سنڈشین
رئیسانِ ہندی ہیں بدظن — مخالف ہے ساری رعایا

چھڑا گر لڑائی کا دھندہ — تمہیں دے گا پھر کون چندہ
پڑیگا جو گردن میں پھندہ — نہ چھوٹیگا ہرگز چھڑایا
ڈرو گردشِ آسماں سے — سبق لو ذرا رفتگاں سے
مٹائے گئے وہ یہاں سے — تو ان کا نشاں کس نے پایا
بھروسہ نہیں اس مکاں کا — رہا یہ طریقہ یہاں کا
ہوا کوچ ہر کارواں کا — نتیجہ نہ کچھ ہاتھ آیا
یہیں تھے کبھی ہم بھی سلطاں — بنایا تمہیں ہم نے مہماں
مگر تم نے مانا یہ احساں — چراغِ حکومت بجھایا
ہوئے ہم سے آکر سوالی — ہم ہی سے عداوت نکالی
غرض خوب کی پائمالی — ملک پر اپنا قبضہ جمایا
نہیں ہم کو تم سے شکایت — زمانہ کی ہے یہ ہی حالت
بدلتی رہی ہے حکومت — یہی ہے یہاں ہوتا آیا

مگر تم بھی غافل نہ رہنا
غرض ہے یہی تم سے کہنا

تمہیں بھی پڑے گا وہ سہنا
جو صدمہ سہے ہم نے اٹھایا

جسطرح ہو گے فرمان جاری
لٹی بادشاہی ہماری

بتاؤ کہ ہے کس کی باری
کسے جائیگا اب ہٹایا

غنیمت ہیں وہ چند گھڑیاں
کہ ہو کوئی دنیا میں شاداں

بدلتا ہے جب رنگ دوراں
تو پھرتا ہے اپنا پرایا

نہ اترائے کوئی یہاں پر
ہوئے دہر میں کتنے خودسر

پڑا جب ہے زمانہ کا چکر
خاک میں انکا غرہ ملایا

کوئی اب کہاں تک بتائے
برے دن جب انکے آئے

بہت ہاتھ پاؤں چلائے
مگر موت نے آ دبایا

زمانہ بلا کا ہے شاطر
فہیم اک جہاں پر ہے ظاہر

کہ ہونا رہا ہو کے آخر
نوشتہ نہیں مٹنے پایا

قطعہ

بول بالا غازیوں کا ہو گیا

ہل گئے سب صحرا اور دشت

خیر لکھا الف نے بہر یادگار

کہدیا شور صدائے بازگشت ھ

۱۴۰ ۱۳۴۱

قبلہ معظم جناب میرزا ابراہیم بیگ صاحب چغتائی

مورخہ ۲۹ - رجب المرجب ۱۳۴۱ھ